حرا شبیر
تعلقہ ایجوکیشن آفیسر، جمشید ٹاؤن، ضلع شرقی، کراچی

اردو اور پنجابی زبانوں کے روابط میں انور مسعود کے پنجابی شعری مجموعے "میلہ اکھیاں دا" کا تنقیدی جائزہ

Abstracts

A critical review of Anwar Masood's Punjabi poetry collection *Mela Akhian Da* in relation to Urdu and Punjabi languages

By Hira Shabbir, Taluka Education officer, Jamshed Town, District East Karachi.

Anwar Masood is a famous Pakistani poet and well known educationist. He is known for his comic poetry. However, his works include other genres. His poetry is in three languages like Urdu, Punjabi and Persian as well. His poetry is a very unique piece of poetry due to his use of everyday and bilingual phrases. His words are full of amazing commonplace phrases. "Mela Akhian Da" is an excellent collection of Punjabi poetry by Anwar Masood. It contains many super hit funny poems by Anwar Masood .Urdu and Punjabi languages are related for thousands of years. Both languages developed in the same family. In areas where several languages are spoken, one language influences the other in various ways and their words merge into each other in an imperceptible way. In this way, one language has a deep relationship with another language. In this paper, Mela Akhianda will be critically evaluated regarding the relationship between Urdu and Punjabi languages.

Keywords: Anwar Masood, poetry, critical review, Urdu and Punjabi languages.

انور مسعود قیامِ پاکستان سے تقریباً ۱۲ برس قبل ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو گجرات (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔[۱] آپ پاکستان کے معروف شاعر ہونے کے ساتھ دنیائے ادب میں ایک معتبر مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے پنجابی اور اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی شاعری کی لیکن آپ کی پہچان ایک مزاحیہ شاعر کے طور پر نمایاں ہے۔ آپ طنز و مزاح کے میدان میں روشن ستارے کی مانند ہیں۔ مزاح آپ کے مزاج کالازمی جزو ہے۔ انور مسعود کو ابتدا سے ہی ادبی ماحول ملا۔ ان کی والدہ بہت قابل اور ذہین خاتون تھیں جبکہ نانی شاعرہ اور صاحبِ دیوان تھیں۔ تایا بھی شاعر تھے۔ انور مسعود نے سادہ زندگی بسر کی نیز غربت اور لوگوں کے مسائل و مشکلات بہت قریب سے دیکھے ہیں۔ انور مسعود اردو کے وہ شاعر ہیں جو مزاح کو زندگی کی ایک اہم حقیقت قرار دیتے ہیں اور روزمرہ کی عام گفتگو اور مسائل سے مزاح کشید کرتے ہیں۔ وہ اردو کے بڑے اچھے شاعر ہیں لیکن جو چاشنی ان کی پنجابی شاعری نے مزاح کو دی ہے اس نے ان کو انفرادیت بخشی ہے۔ ان کی شاعری میں ایک ایسی گہرائی و گیرائی نظر آتی ہے جو قاری کو ہنسنے کے ساتھ رونے پر بھی مجبور کرتی ہے۔ خود کہتے ہیں کہ:

> میرے کئی مصرعے آپ سنیں گے تو ہنس پڑیں گے لیکن وہی میں دوسری دفعہ پڑھوں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔[۲]

بڑے نم ناک سے ہوتے ہیں انورؔ قہقہے تیرے
کوئی دیوارِ گریہ ہے ترے اشعار کے پیچھے[۳]

دکھ ان کے لفظوں اور لہجے سے رستے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کے خیال میں شعر جگنو ہے، پھول ہے، ستارہ ہے۔[۴] انور مسعود ایک ایسے شاعر ہیں جن کے قارئین کا حلقہ بے حد وسیع ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ:

> میرا نظریۂ شعر یہ ہے کہ ایسا شعر کہوں جسے دودھ دہی بیچنے والا دکان دار بھی پسند کرے، ریڑھی والا بھی اور وائس چانسلر بھی۔[۵]

طنز و مزاح کے ابتدائی دور میں مزاحیہ شاعری نہایت محدود تھی وقت گزرنے کے ساتھ شعرا نے اپنی تخلیقات سے اس کے موضوعات کو وسعت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ انور مسعود نے بھی مزاحیہ شاعری کے بیشتر موضوعات میں جدت اور تنوع پیدا کیا لیکن اس کو بے حد نفیس پیرائے میں بیان کیا کہیں بھی ادب کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ "میلہ اکھیاں دا" انور مسعود صاحب کا پنجابی شعری مجموعہ ہے جو ۱۹۷۴ء میں پہلی مرتبہ شائع

ہوا۔ پچانوے صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں کئی مشہور نظمیں شامل ہیں۔ اب تک اس کے ۴۷ ایڈیشن منظرِ عام پر آ چکے ہیں[۶] گو کہ یہ شعری مجموعہ پنجابی زبان میں ہے لیکن اس کے موضوعات اور اس میں شامل پنجابی تہذیب پاکستان کی مقامی زبانوں و قومی زبان اردو کے ساتھ اشتراک اور نئے معنی و مفہوم قاری کے لیے تفہیم کے نئے در وا کرتی ہے۔ اردو زبان و ادب کے اس تعلق میں پنجابی اور اردو کی جو آمیزش اور خوب صورت ادائی ہمیں انور مسعود کے ہاں نظر آتی ہے وہ کسی اور شاعر کے ہاں نظر نہیں آتی۔ لسانی روابط سے جو فائدہ دونوں زبانوں کو پہنچتا ہے وہ سونے پر سہاگہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقائی زبانوں کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کوئی مقامی شاعر اپنے موضوعات کو اردو ادب میں منتقل کرے یا پھر ایک علاقائی زبان کو اتنا عام فہم اور خوب صورت بنائے کہ دوسری زبان بولنے والے بھی اس کو سمجھ سکیں اور لطف لے سکیں۔ اس سے ایک طرف تو زبانوں میں محبت کا رشتہ استوار ہوتا ہے دوسرا علاقائی ادب کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے اور انور مسعود کی پنجابی شاعری یہ کام بہت احسن طریقے سے کرتی آ رہی ہے۔ بحیثیت استاد آپ کو لفظوں کو برتنے کا فن بھی آتا ہے اور شعری کاری گری اس میں مزید چار چاند لگا دیتی ہے۔

انور مسعود کی شاعری میں پنجاب کی تہذیب و ثقافت کی مکمل تصویر دکھائی دیتی ہے نیز پنجابی نظموں میں مکالماتی انداز نظر آتا ہے جیسے ان کی نظم ''امبڑی'' میں ماسٹر اور بشیرا کے درمیان مکالمہ، اج کیہہ پکائیے میں چوہدری اور رحماں کے درمیان، لسّی تے چاہ میں لسی، چاے اور دودھ کے درمیان مکالماتی انداز نظر آتا ہے جبکہ انار کلی دیاں شاناں اور جہلم دے پل تے وغیرہ بھی مکالماتی انداز کی حامل ہیں اور ان کا یہ مکالماتی انداز نہ صرف قاری کو لطف دیتا ہے بلکہ شعری تیکنیک کا منفرد نمونہ بھی پیش کرتا ہے۔ مکالمے میں سوال بہت عام اور جواب بہت خاص ہوتا ہے۔ اتنے سیدھے سادے کردار تخلیق کرتے ہیں کہ تمثیلی انداز بھی مشکل محسوس نہیں ہوتا اور پنجابی زبان سے انسیت ہونے لگتی ہے۔

دیہات کی زندگی ان کی بیشتر نظموں میں اپنی تمام تر لطافتوں اور مشکلات کے ساتھ سامنے کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ ان نظموں کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ اس میں استعمال کی جانے والی زبان ہے۔ انور مسعود ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں جو ایک عام آدمی بولتا ہے۔ ان کی شاعری اپنے اندر سیاسی، سماجی اور معاشرتی تصور و ادراک رکھتی ہے۔ وہ مشرقی روایات و اقدار کی منظر کشی کرتے ہیں اور اس کو دیہی پس منظر میں پیش کرتے ہوئے ان روایات کے حسن کو مزید چار چاند لگا دیتے ہیں۔ انور مسعود نے اپنی شاعری کے ذریعے ایسے معاشرے کی عکاسی کی ہے جس میں چوہدری ہمیشہ چوہدری اور خدمت گار ہمیشہ خدمت گار ہی رہتا ہے۔ انور مسعود نے معاشرے کے کچھ ایسے سنگین حقائق اپنی نظموں میں بیان کیے ہیں کہ انھیں پڑھ کر آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ ''میلہ اکھیاں دا'' میں شامل ان کی

مشہور نظم "امبڑی" اس کی اعلیٰ مثال ہے۔ انور مسعود کا کہنا ہے کہ:

نظم امبڑی کہنے میں ان کو دس سال لگے اور اس نظم میں بیان کردہ واقعہ حقیقی ہے۔ [۷]

آپ کی شاعری میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی شعور و ادراک پوری آب و تاب کے ساتھ نمایاں ہے۔ غم کو ہنسی میں اڑانے کے فن سے واقف، منفرد اسلوب کے حامل انور مسعود احساسات کو الفاظ کا پیراہن اس طرح دیتے ہیں کہ سنجیدہ اور سنگین موضوع با آسانی بیان ہو جاتا ہے۔ انور مسعود کا کہنا ہے کہ بات کو خوب صورت انداز سے بیان کرنا ایک فن ہے۔ [۸] اپنی شاعری پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے خود ان کا کہنا ہے کہ: "میری شاعری مکئی کی طرح ہے کہ جب وہ جلتی ہے تو مسکراتی ہے۔ مزاح نگار بھی بادل کی طرح ہوتا ہے کہ جب بجلی چمکتی ہے تو وہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ روتا ہوا لگتا ہے۔" [۹]

ان کی مختصر نظم "مزاح نگار" ملاحظہ ہو:

ہس ہس جروے
تتّیاں ریتاں
دھن مکئی دے دانے
جیوں جیوں
بھانبڑ
مچدا جاوے
بندے جان مکھانے [۱۰]

پنجابی زبان کے متعلق یہ رائے دی جاتی ہے کہ اس زبان میں ہر بات بے تکلفی سے کہہ دی جاتی ہے۔ بات کو اس انداز سے بیان کرنا کہ لبوں پر مسکراہٹ بھی رہے اور مافی الضمیر بھی ادا ہو جائے یہ انور مسعود کا ہی کمال ہے۔ آپ لفظوں سے کھیلنے کے ماہر ہیں۔ دوسروں پر طنز کرنا نہایت آسان ہے لیکن اپنی ذات پر طنز کرنا اور وہ بھی اس انداز سے کہ قاری کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ نمودار ہو جائے یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ آپ نے اپنی شاعری میں متنوع موضوعات کو جگہ دی ہے کہیں تحریف نگاری سے کام لیا ہے تو کہیں دو زبانوں کے ملاپ سے انفرادیت پیدا کی ہے۔ ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں استعمال ہونے لگیں تو ان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اردو زبان کا دامن بے حد وسیع ہے۔ یہ زبان اپنے اندر دیگر زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ اردو جس تنوع کے ساتھ ابھر کر سامنے آئی اس میں میں عربی، فارسی، ہندی اور ترکی زبان کے الفاظ شامل تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس میں یہاں کی علاقائی زبانوں سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی، کشمیری اور سرائیکی کے

الفاظ بھی شامل ہوتے گئے نیز ان زبانوں کی فکری جمالیات اور موضوعات بھی اردو زبان میں منتقل ہونے لگے۔ اس لسانی رابطے سے نہ صرف اردو زبان کو وسعت ملی بلکہ دیگر علاقائی زبانوں نے اردو زبان کے بیشتر الفاظ اپنا لیے اور اس طرح دیگر علاقائی زبانوں کی وسعت میں اضافہ ہوا۔ ان کے موضوعات نے علاقائی سطح سے آگے بڑھ کر ملکی اور غیر ملکی مسائل و حوادث کو اپنی زبان میں جگہ دی۔ ہر علاقے کی ایک منفرد تہذیب اور تمدن ہوتا ہے جس کا اظہار وہاں کے زبان و ادب کے ذریعے ہوتا ہے ان کے مخصوص رہن سہن اور ثقافت سے جو الفاظ اور محاورے وجود میں آتے ہیں وہ ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ایک مخصوص معاشرت دوسری معاشرت سے اثر لیتی ہے۔ اردو اور پنجابی زبان کا تعلق کئی صدیوں پر محیط ہے۔ پنجابی اور اردو ایک ہی زمین پر نشو نما پانے والی زبانیں ہیں۔ دونوں زبانوں میں بیشتر الفاظ مشترک ہیں۔ کچھ ماہرین لسانیات کا یہ بھی کہنا ہے کہ اردو کی اصل جائے پیدائش پنجاب ہی ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے پنجاب میں اردو کے نام سے اپنا ایک نظریہ بھی پیش کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ ''اردو اور پنجابی زبان کی ولادت گاہ کا ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی ہے اور جب سیانی ہو گئی ہیں تب ان میں جدائی واقع ہوئی ہے۔''[۱۱] اس نظریے کے بعد اس کی تائید اور تردید میں مزید نظریے سامنے آئے یہ ایک الگ بحث ہے۔

کسی بھی ادیب یا شاعر کی پہچان اس کے الفاظ سے ہوتی ہے۔ ادبی اصطلاح میں شاعر یا نثر نگار اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے جن الفاظ کا انتخاب کرتا ہے وہ ہی اس کی لفظیات کہلاتے ہیں۔ لفظیات سے مراد الفاظ کا درست انتخاب اور استعمال ہے نیز تحریر اور ادائی کا صحیح طرز اختیار کرنا ہے۔[۱۲] اسلوب کے تنوع میں لفظیات کی بڑی حیثیت ہے۔ اس کے ذریعے شاعر یا نثر نگار کے شعوری و غیر شعوری رجحانات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ بعض لفظوں سے مصنف یا شاعر کی خاص رغبت اور نفسیاتی کیفیات کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔[۱۳] کوئی بھی لفظ اس وقت تک بامعنی و بامقصد نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ انسانی فکر منسلک نہ ہو۔ الفاظ کی معنوی ترتیب کسی تحریر کے بامعنی ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ ہر شاعر کا مزاج، اسلوب، لفظی معنویت اور اندازِ بیان دوسرے سے الگ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر زبان کی لفظیات اور اسلوب میں ایک خاص چاشنی اور لطف ہوتا ہے۔ انور مسعود کا مزاح پنجابی زبان کی چاشنی کے بغیر ادھورا ہے۔ ''میلہ اکھیاں دا'' کا مطالعہ کرتے ہوئے انور مسعود صاحب کی فکر، سوچ، رجحان اور معاشرتی مسائل پر ان کی گہری نظر کا ادراک ہوتا ہے وہ ایک ایسے عوامی شاعر ہیں جو عام بول چال کی زبان کے ذریعے قارئین کے دل موہ لیتے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کا کہنا ہے کہ:

> اردو نے آج تک کوئی ''نظیر'' پیدا نہیں کیا لیکن پنجابی نے کر لیا ہے۔ انور مسعود ایک ایسے شاعر ہیں جنھوں نے عام بول چال کی پنجابی زبان کو نہایت سلیقے سے اپنی

> شاعری میں ایسے برتا ہے کہ پرانی بات جھوٹی معلوم ہوتی ہے کہ شعر میں عام زبان استعمال کرنا مشکل ہے۔ ان کی نظمیں پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ کہا جا سکتا تھا انور نے سب کہہ دیا اب مزید کی گنجائش ختم ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں انور مسعود کی صورت میں پنجابی زبان کو ایک محسن مل گیا ہے جو اس زبان کو اپنی نظموں کا آبِ حیات پلا رہا ہے۔(۱۴)

انور مسعود کی شاعری محض ہنسنے پر مجبور نہیں کرتی بلکہ ان کے اشعار میں موجود طنز کی کاٹ بہت کچھ سوچنے پر بھی مجبور کرتی ہے۔ آپ الفاظ کا استعمال ایسی خوش سلیقگی سے کرتے ہیں کہ بات سیدھا دل میں اتر جاتی ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

نی اڑیونی، نی اڑیونی، نہ لڑیونی، نہ لڑیونی
لڑپیّاں جے، لڑپیّاں جے، کوئی پھڑیونی، کوئی پھڑیونی(۱۵)

میرزا ادیب انور مسعود کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> جس طرح فضا میں قوس و قزح پھیل جاتی ہے بالکل اسی طرح انور کے شعر دل میں اترتے چلے جاتے ہیں مگر انور کی شاعری صرف قوسِ قزح کے رنگ ہی نہیں ہیں بلکہ اس کی شاعری کے ان رنگوں میں تلخیوں سے پیدا ہونے والے دھبے بھی ہیں۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انور مسعود بہ یک وقت زندگی کی مٹھاس، تلخی اور زہرناکی کا شاعر ہے۔(۱۶)

"اک خواب" سے شعر ملاحظہ ہو:

آکھن لگیاں بیبا! ایڈا پردہ کاہنوں پاناں
جنّت وچ الیکشن ہونائے ووٹ اسانوں پاناں(۱۷)

میلہ اکھیاں دا میں شامل ایک اور شعر دیکھیے:

تھلاں ولّوں کوئی آیا تے انورؔ
اساں کستوریاں دے خواب دیکھے(۱۸)

اپنی نظم "امبڑی" میں انھوں نے دیہی زندگی کی جھلک بھرپور طریقے سے بیان کی ہے اور وہاں کی عام زندگی میں استعمال ہونے والے الفاظ سے واقعے کو حقیقت کا رنگ دیا ہے۔ ایک ماں کا اپنے بچے کے لیے اس بات پر تڑپنا کہ وہ بھوکا اسکول چلا گیا ہے۔ ماں کی فکر، پریشانی اور ممتا کو بیان کرنے کے لیے موزوں الفاظ کا استعمال نظم کی خوب

صورتی میں اضافے کا باعث ہے۔ انھوں نے اپنے مجموعے میں اردو زبان کے الفاظ بھی جابجا استعمال کیے ہیں۔ نظم امبڑی میں استعمال ہونے والے کچھ الفاظ جیسے ہڈیاں، منشی جی، نیل، روٹی، حلوہ وغیرہ اردو زبان و ادب میں مستعمل ہیں۔ مثال ملاحظہ ہو:

اکھّاں وچ اتھّرو تے بُلّاں وچ رت سی
کہن لگی سوہنیا، وے پتّر بشیریا
میرا اک کم وی توں کریں اج ہیریا
روٹی میرے اکرمے دی لئی جائدر سے
اج فیر ٹُر گیا ای میرے نال رُس کے
گھیو وچ گَنھّ کے پراوٗنٹھے اوس پکّے نیں
ریجھ نال رِنھّیاں سُو آنڈیاں دا حلوہ
پونے وِچ بنھّ کے تے میرے ہتھِ دتّی سُو
ایہو گلّ آکھدی سی مُڑ مُڑ منشی جی
چھیتی نال جائیں بیبا، دیریاں نہ لائیں بیبا
اوہدیاں تے سُو سدیاں ہون گِیاں آندراں
بھکّھابھانا اج وہ سکولے ٹُر گیا اے
روٹی اوہنے دِتّی اے میں بھجّا لگا آیا جے
اکرمے نے نھیر جیا نھیرا ج پایا جے(۱۹)

ذخیرہ الفاظ اور موضوع کو برتنے کا ہنر شاعر کے کلام میں چار چاند لگاتا ہے۔ انور مسعود کی لفظیات کے حوالے سے یہ بات لائقِ تعریف ہے کہ وہ خود یہ بات جانتے ہیں کہ کلام میں ایسے الفاظ استعمال کرنے چاہییں جس کا ابلاغ ہر سطح کے قارئین تک ہو سکے۔ نت نئے الفاظ و تراکیب کا استعمال شاعر کے کلام میں حسن پیدا کرتا ہے۔ انور مسعود دلکش انداز میں چھوٹے چھوٹے لفظوں سے اپنے کلام میں ایسا رنگ بھرتے ہیں کہ قاری انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ وہ تلخ سے تلخ ارضی حقائق کو بھی شہد کی مٹھاس کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کا مزاح آدمی کو خوشی سے نہال اور آگہی سے مالا مال کرتا ہے۔ وہ خوش حال و سرمایہ دار طبقے اور نادار و غریب طبقے کے مسائل سے آشنا ہیں اور انسانی ہمدردی کے لمس سے ان مسائل کو آشکار کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ان کی تحریر میں الفاظ کی وہ نادرہ کاری ہے جس میں مزاح طنز کا دائرہ اختیار کر کے بھی بے مزہ نہیں ہوتا بلکہ تحریر کے حسن میں اضافہ کر دیتا ہے۔ ان کے کلام میں فکر کی جو گہرائی و گیرائی موجود ہے وہ ان کے شعور اور حساسیت کی عکاسی کرتی ہے۔ انور مسعود نے عام آدمی کے مسائل کو نہایت قریب سے دیکھا ہے اور ان مسائل کو فطری انداز میں سادگی سے بیان کر دیا ہے:

کُنج اساں پرچائیاں بھکھاں کون ایہہ ورتے تھلّے
ہانڈی دے وچ پتّھر پا کے ہانڈی چاہڑی چُلھے(۲۰)

ان کا کلام تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے۔ غیر ضروری اور بوجھل الفاظ استعمال نہ کر کے انھوں نے اپنی شاعری کو ثقیل بنانے سے گریز کیا ہے۔ موضوع خواہ کتنا مشکل ہو وہ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ اسے بغیر کسی تکلف کے بیان کر دیتے ہیں۔ اپنے خیالات کو لفظوں میں ڈھالنے کے ہنر سے بخوبی واقف ہیں۔ الفاظ کا برمحل استعمال، لفظوں سے مزاج آشنائی و معنوی وسعت کے ساتھ انھیں برتنے کا سلیقہ ان کی شاعری کو انوکھا رنگ عطا

کرتا ہے۔ ان کے متنوع موضوعات اس بات کے عکاس ہیں کہ وہ لفظوں کے بہترین انتخاب پر قدرت رکھتے ہیں۔ شاعری کھیل ہی لفظیات کا ہے جہاں الفاظ کے چناؤ میں بھول چوک ہوئی کلام کا تاثر ختم ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے تاریخی شہر لاہور کے مشہور انار کلی بازار میں لگی ہوئی مجھ دیکھ کر انور مسعود نے نظم "انار کلی دیاں شاناں" لکھی تھی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دیکھ نی جیون جوگیے ایتھے رنگ برنگ پوٹلے
سیر کریندے نظریں آون پریاں دے کُجھ ٹولے
چھڈ دے کھانے کھلاں وڑینویں ہُون نہ چبّیں چھولے
چھڈ دے پینے گُڑنے دے شربت پی ہُن کوکے کولے
بوتل دے نال مونّہہ نہ لائیں مُونہہ وچ پالئیں کاناں
توں کیہہ جانے بھولئیے مجھّے نار کلی دیاں شاناں[۲۱]

ان کے مشاہدے کی وسعت اور موضوعات کا انتخاب عام اور سادہ زندگی بسر کرنے کا مژدہ سناتی ہے۔ جیسے انھوں نے اپنی نظم "جہلم دے پل تے" پیش کرتے ہوئے کتنے ہی تلخ حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ سماجی مسائل کو بیان کرتے ہوئے انھوں نے دکھایا کہ غربت کس طرح لوگوں کو سستی اور مضر صحت اشیا خریدنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ کم قیمت اور ارزاں اشیا کو مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے۔ غریب کے لیے ذرائع آمدورفت کتنی مشکل کر دی گئی ہے کہ ایک مسافر کئی کئی گھنٹے انتظار کی کوفت سے گزرتا ہے۔ اس نظم کے ذریعے انور مسعود نے مخصوص عوامی کلچر پیش کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کھٹ کے چلانے نئیں میں کارخانے مومنو   چار آنے، چار آنے، چار آنے مومنو
پائے جیہڑا سُرمہ اوہ ناز کر سکدائے   لوڑ ہووے جس نوں آواز کر سکدائے[۲۲]

دوستو، بزرگو، نیانیو، سیانیو   دُدّھ نالوں پانی ذرا تسی وی پچھانیو
دوستو، عزیزو مری گل ذرا تولناں   کلمے دی مارو گے جھوٹ جے میں بولناں[۲۳]

"میلہ اکھیاں دا" میں شامل تمام کلام اس بات کا غماز ہے کہ انور مسعود لفظیات کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ لفظوں کے ہیر پھیر سے ایسی صورت حال تخلیق کرتے ہیں کہ قاری ان کے کلام میں چھپا درد محسوس کرنے کے باوجود مسکرانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

بچپن مُر مُر چیتے آوندائے دور کولّیاں اڑیاں دا
منجی پئی پے دونی ہووے بالاں رسّی پٹّنی اے[۲۴]

"حال اوئے پاہریا" میں شامل ایک شعر دیکھیے:

ماں کدوں گھٹ سی ایہہ پھٹّا اودوں ودھ اے نرا ای فساد اے
ساگ نالوں بھانڈ اتنّائے گل مینوں بھُلدی نئیں اجے تک یاد اے[۲۵]

اردو ادب میں بھی پنجابی کلام نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ پنجابی زبان میں لکھنے والے شعرا اردو زبان وادب کے سرمائے میں اضافہ کرنے کا باعث رہے ہیں۔ چوں کہ اردو اور پنجابی زبان کا تعلق ہزاروں برس پر محیط ہے۔ دونوں زبانوں میں ایک گہرا نسلی، لسانی و ثقافتی رشتہ ہے نیز ان کے درمیان عجیب سی یک رنگی اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ گزشتہ صدی سے لے کر عہدِ حاضر تک پنجاب کے لوگوں نے جس خوب صورتی اور نفاست کے ساتھ پنجابی زبان کی روح اور پنجابی تہذیب کو اردو زبان میں رچابسا دیا ہے اس سے دونوں زبانوں کا تعلق مزید مضبوط ہو گیا ہے۔ زبان ہمیشہ زمین کی خوشبو میں بسی ہوتی ہے۔ جب ایک زمین سے تعلق رکھنے والے ایک جگہ بسنے والے افراد بہ یک وقت دونوں زبانوں میں اظہار خیال کریں تو لین دین کی فضا خود بخود قائم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجابی زبان و ادب کے بہت سے تخلیقی عناصر قدرتی طور پر اردو ادب کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ جذبات و احساسات کی ہم آہنگی نے زبان کے فاصلوں کو کم کر دیا ہے۔[۲۶]

ایک بڑی زبان جو ہزاروں برس نشوونما کے مراحل سے گزرتی ہے۔ جس میں کانٹ چھانٹ اور اضافے کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ زبان کی وسعت کے اس عمل میں مختلف علاقائی زبانوں کے لہجے اور الفاظ نیز ان کے ثقافتی انداز خود بخود شامل ہوتے رہتے ہیں۔[۲۷] اور اس زبان کو ایک بڑی زبان کے درجے تک پہنچاتے ہیں۔

اردو اور پنجابی میں کثیر الفاظ مشترک ہیں۔ ڈاکٹر ناشر نقوی کا کہنا ہے کہ: "جہاں پنجاب کی سرزمین کے لوگوں کے طرزِ فکر اور طرزِ زندگی نے اردو کے نقش و نگار بنانے اور انھیں سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہیں پنجاب کے اہلِ قلم نے اردو ادب میں ان گلابوں کی مہک بھی سمو دی ہے جن کی خوشبو میں پنجاب کی مٹی ہے۔"[۲۸] دونوں زبانوں میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کا ماخذ ایک ہے، لسانی ڈھانچے ایک جیسے ہیں، دونوں کا تعلق ایک خاندان سے ہے، دونوں نے ایک جیسے ماحول میں پرورش پائی ہے، ان کا آپس میں لسانی و لغوی اشتراک پایا جاتا ہے، صرفی و نحوی مماثلت و مطابقت پائی جاتی ہے۔ دونوں زبانوں کا ذخیرہ الفاظ ایک جیسا ہے، قواعدی خوبیاں اور خامیاں بھی ملتی جلتی ہیں نیز دونوں زبانوں کا رسم الخط بھی ایک ہے۔ اردو اور پنجابی دو الگ زبانیں ہیں لیکن ان میں مضبوط لسانی تعلق پایا جاتا ہے۔ لسانیات کے ماہرین کے مطابق اگر مختلف زبانوں میں محاورات اور ضرب الامثال میں اشتراک پایا جاتا ہے تو زبانوں کا رشتہ مزید گہرا ہو جاتا ہے۔ اردو اور پنجابی کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں زبانوں میں محاورات اور ضرب الامثال کا استعمال بھی یکساں ہے۔ مصادر، تذکیر و تانیث اور اضافت وغیرہ میں خصوصیات

مشترک ہیں۔ فعل میں زمانے کے لحاظ سے یعنی حال، ماضی اور مستقبل کے جملوں میں جو قواعدی تبدیلیاں کی جاتی ہیں وہ بھی یکساں ہیں۔[۲۹] یہی وجہ ہے کہ انور مسعود کا مجموعہ کلام "میلہ اکھیاں دا" اردو ادب میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ اس میں موجود الفاظ، تراکیب اور ان کا استعمال اردو سے مماثلت رکھتا ہے۔ انور مسعود کی پسندیدہ غذا میں ساگ، مکئی، لسی اور مکھّن وغیرہ شامل ہیں- اپنی شاعری میں ان الفاظ کا استعمال انھوں نے کثرت سے کیا ہے۔ یہ الفاظ اردو ادب میں بھی مستعمل ہیں اور زبان زد عام ہیں۔ اردو زبان پڑھنے اور سمجھنے والوں میں اس مجموعے کی مقبولیت کی بنیادی وجہ شاعر کے استعمال کردہ وہ محاورے اور الفاظ ہی ہیں اسی لیے اردو ادب کے قارئین بھی اس مجموعے کو پڑھ کو اتنا ہی لطف حاصل کرتے ہیں جتنا کہ پنجابی ادب پڑھنے والے اس سے محظوظ ہوتے ہیں۔

حواشی

۱۔ صدف مرزا، انور مسعود کی شاعری کے مختلف رنگ، https://qindeelonline.com، ۲۸/ نومبر ۲۰۱۲ء، دیدہ: ۲۲/ دسمبر ۲۰۲۲ء، وقت: ۸ بجے
۲۔ عذرا انتصار، انور مسعود مشمولہ ہلالِ اردو، https://www.hilal.gov.pk، دیدہ: ۷ ستمبر ۲۰۲۲ء، وقت: ۴ بجے
۳۔ آغا نیاز مگسی، https://www.tariqjaveed.com، دیدہ ۱۵ مارچ ۲۰۲۴ء، وقت ۲ بجے
۴۔ عذرا انتصار، انور مسعود، محولہ بالا
۵۔ ایضاً
۶۔ https://pnb.m.wikipedia.org، دیدہ: ۵ نومبر ۲۰۲۲ء، وقت: ۴ بجے
۷۔ عذرا انتصار، انور مسعود، محولہ بالا
۸۔ ایضاً
۹۔ صدف مرزا، انور مسعود کی شاعری کے مختلف رنگ، محولہ بالا
۱۰۔ انور مسعود، میلہ اکھیاں دا (راولپنڈی: مکتبہ فیڈرل بک کارپوریشن، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۰
۱۱۔ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو (لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۸۱ء)، ص ۹۹
۱۲۔ انگلش اردو ڈکشنری (حصہ دوم)، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۳۵
۱۳۔ سہیل احمد خان و محمد سلیم الرحمٰن، منتخب ادبی اصطلاحات (لاہور: شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، ۲۰۰۵ء)، ص ۸۶
۱۴۔ انور مسعود، میلہ اکھیاں دا، محولہ بالا، ص ۱۵-۱۶
۱۵۔ ایضاً، ص ۹
۱۶۔ ایضاً، ص ۲۰
۱۷۔ ایضاً، ص ۱۰۰
۱۸۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۶
۲۰۔ ایضاً، ص ۳۲
۲۱۔ ایضاً، ص ۴۸
۲۲۔ ایضاً، ص ۵۴
۲۳۔ ایضاً، ص ۵۵
۲۴۔ ایضاً، ص ۷۲
۲۵۔ ایضاً، ص ۷۶
۲۶۔ وزیر آغا، اردو اور پنجابی کا باہمی رشتہ، https://www.rekhta.org، دیدہ ۲ جون، ۲۰۲۳ء، وقت: ۵ بجے
۲۷۔ ایضاً
۲۸۔ محمد عرفان، اردو اور پنجاب کا باہمی رشتہ"، ا ستمبر ۲۰۱۶ء، تحقیق و تنقید، شمارہ ۹، https://www.urdulines.com، دیدہ: ۲/ جون ۲۰۲۳ء، وقت: ۷ بجے
۲۹۔ نادیہ انجم و اصغر علی بلوچ، اردو اور پنجابی زبان کے لسانی روابط، https://www.alhamd.aiu.edu.pk، دیدہ: ۲/ جون ۲۰۲۳ء، وقت: ۹ بجے

لغت

۱۔ انگلش اردو ڈکشنری (حصہ دوم)، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء۔

مآخذ

۱۔ خان، سہیل احمد و سلیم الرحمٰن، محمد، منتخب ادبی اصطلاحات، لاہور: شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء
۲۔ شیرانی، محمود، پنجاب میں اردو، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۸۱ء
۳۔ مسعود، انور، میلہ اکھیاں دا، راولپنڈی: مکتبہ فیڈرل بک کارپوریشن، ۱۹۸۳ء

ویب گاہیں:

1. https://www.hilal.gov.pk
2. https://www.alhamd.aiu.edu.pk
3. https://www.rekhta.org
4. https://www.urduline.com
5. https://qindeelonline.com
6. https://www.pnb.m.wikipedia.org
7. https://www.tariqjaveed.com

References:

1. Sadaf Mirza, *Anwar Masood ki Shairi Kay Mukhtalif Rang*, https://qindeelonline.com, 28th November 2012, Visit: 22nd December 2022,

8pm.
2. Azra Intisar, *Anwar Masood*, in magazine *Hilal-e-Urdu*, https://www.hilal.gov.pk, Visit: 7th September 2022, 2pm.
3. Agha Niyaz Magsi, https://www.tariqjaveed.com, Visit: 15th March 2024, 2pm.
4. Azra intisar, *Anwar Masood*, As mentioned above.
5. Ibid.
6. https://pnb.m.wikipedia.org, Visit: 5th November 2022, 4pm.
7. Azra intisar, *Anwar Masood*, As mentioned above.
8. Ibid.
9. Sadaf Mirza, *Anwar Masood ki Shairi Kay Mukhtalif Rang*, As mentioned above.
10. Anwar Masood, *Mela Akhian Da*, (Rawalpindi: Maktaba Federal Book Corporation, 1983), p. 10.
11. Mehmood Sherani, *Punjab Mein Urdu*, (Lucknow: Naseem Book Depot, 1981), p. 99.
12. *English Urdu Dictionary* (Part 2), (New Delhi: National Council for Promotion of Urdu Language, 1989), p. 135.
13. Sohail Ahmed Khan & Muhammad Saleem-ur-Rehmanm (Editors), *Muntaqib Adabi Istelahat.* (Lahore: Dept. of Urdu, Government College University, 2005), p. 86
14. Anwar Masood, *Mela Akhian Da*, p. 15-16.
15. Ibid, p 9.
16. Ibid, p 20.
17. Ibid, p 100.
18. Ibid, p 102.
19. Ibid, p 26.
20. Ibid, p 32.
21. Ibid, p 48.
22. Ibid, p 54
23. Ibid, p 55.
24. Ibid, p 72.
25. Ibid, p 76.
26. Wazir Agha, *Urdu aur Punjabi ka Bahmi Rishta*, https://www.rekhta.org, Visit: 2nd June 2023, 5pm.
27. Ibid
28. Muhammad Irfan, *Urdu aur Punjab ka Bahmi Rishta*, 1st September 2016, in *Tehqiq-o-Tanqeed*, Issue 9, https://www.urdulines.com, Visit: 2nd June 2023, 7pm.
29. Nadia Anjum & Asghar Ali Baloch, *Urdu aur Punjabi Zaban kay Lisani Rawabit*, https://www.alhamd.aiu.edu.pk, Visit: 2nd June 2023, 9pm.

Bibliography:

1. Khan, Sohail Ahmed & Saleem-ur-Rehman, Muhammad, *Muntaqib Adabi Istelahat*, Lahore: Dept. of Urdu, Government College University, 2005.

2. Sherani, Mahmood, *Punjab Mein Urdu*, Lucknow: Naseem Book Depot, 1981.
3. Masood, Anwar, *Mela Akhian Da*, Rawalpindi: Maktaba Federal Book Corporation, 1983.

Dictionary:

1. *English Urdu Dictionary* (Part 2), New Delhi: National Bearue of Promotion of Urdu Language, 1998

Websites:

1. https://www.hilal.gov.pk
2. https://www.alhamd.aiu.edu.pk
3. https://www.rekhta.org
4. https://www.urduline.com
5. https://qindeelonline.com
6. https://www.pnb.m.wikipedia.org
7. https://www.tariqjaveed.com